

الہ محرم

محترم مہینہ

تاریخی حیثیت، فضائل و مسائل

منجانب: عالمی مجلس تحفظ اسلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کچھ ہی وقت قبل مسلمانانِ عالم فریضہ قربانی سے سبکدوش ہو کر بارگاہِ لم یزل میں سرخرو ہوئے ہیں یہ قربانی صرف جانوروں ہی کی نہیں بلکہ اس سے اصل مراد و مقصود اپنی خواہشات کے گلے پر چھری چلانے کا عزم کرنا ہے کہ جیسے آج حکم خداوندی پر ہم نے جانوروں کی قربانی کی ایسے ہی جن چیزوں سے حکم رکھنے کا ہے وہاں ہم اپنی خواہشات کو بھی قربان کر دینے کا عزم کریں اور مزید یہ کہ کل اگر وقت اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے کا آیا، کل اگر ایسا حکم آیا کہ جہاں جان کی قربانی بھی ضروری ہوئی تو اپنی خواہشات کے ساتھ ساتھ اپنی جان کی قربانی سے بھی دریغ نہ کریں۔

جی ہاں موجودہ حالات کی بناء پر مسلمانانِ عالم پر دین و ملت کیلئے قربانی دینے کی نیت و عزم انتہائی ضروری ہے اسلئے کہ جن حالات سے ہم اس وقت دوچار ہیں شاید کہ اس سے قبل ایسی مشکلات سے دوچار ہوئے ہوں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب کبھی ایسی گھری عالم اسلام پر آئی بھی تو انہوں نے سرد مہری کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اپنے لہو کی سرخی سے گلستانِ محمدی ﷺ کو سینچا اور عید الاضحیٰ کی قربانی ہمیں یہی سبق دیتی ہے جسے ہم آج بھول گئے ہیں۔

آئیے ذرا تاریخ کے اوراق کو کھنگھالیں اور اُس حقیقت کو جاننے کی کوشش کریں اور اس بھولے ہوئے سبق کو از سر نو دہرائیں اور ساتھ ہی ساتھ دشمنانِ اسلام کے اس پروپیگنڈے کی قلعی کھولیں جس کے ذریعے شہادت کو صرف آلِ رسول ﷺ یا نواسہ رسول ﷺ جگر گوشہ بتول سیدنا حسینؑ کیساتھ مختص کر کے مسلمانوں کی تاریخ جو اس طرح کے واقعات سے بھری پڑی ہے پر پردہ ڈالنے اور ساتھ ہی شہادت پر گریہ، ماتم و نوحہ کر کے شہادت جیسی نعمت کو بز دلی اور نحوست ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

اس سے کوئی انکار نہیں کہ شہداء کربلا کی قربانی کچھ کم قربانی ہے اور نہ ہی یہ کہ آلِ رسول ﷺ کی قربانی سے انکار ہے۔ بلکہ ہمارے (اہل اسلام) کے ہاں تو شہادت نعمت ہے۔

لہذا نعمت کو نحوست بتانا غلط ہے اور پھر یہ کہ ہم اس قربانی کو سامنے رکھ کر دیگر لازوال قربانیوں کو بھول جائیں حالانکہ اسلام کا دامن ایسے گوہر و یاقیت سے بھرا ہوا ہے جہاں ہر بڑی سے بڑی قربانی ہمیں نظر آتی ہے۔ اور نہ یہ حق کسی کو دیا جاسکتا ہے کہ کوئی صرف شہادت سیدنا حسینؑ کا تذکرہ کرے اور

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی پر طعن و تشنیع کرے یا وہ ذکر حسین رضی اللہ عنہ تو کرے لیکن ذکر عثمان رضی اللہ عنہ کو بھلا دے۔

چونکہ اسلام کی تاریخ ایسے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ ۱۸ ذی الحجہ کو خلیفہ ثالث، داماد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم، ہم زلف علیؑ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت، یکم محرم کو خلیفہ ثانی امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت اور پھر ۱۰ محرم کو نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جگر گوشہ بتول، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ شہادت ایمان کو جلا بخشتی ہے، مومن کے اندر بلند ہمتی، شجاعت و بہادری کا درس دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہماری مسلم افواج کو شہادت اور شہداء کے واقعات سنائے جاتے ہیں تاکہ وہ ہر دم تیار رہیں۔ دین و ملت کیلئے قربانی کا وقت آئے تو یہ نوجوان، یہ سپاہی، یہ افواج پیچھے نہ رہیں اور موت کے خوف سے نہ بھاگیں۔ تو آئیے ہم بھی ذرا اپنے ایمان کو جلا بخشنے کیلئے ذرا ان حضرات کی قربانی پر مختصر ایک نظر ڈالیں اور ساتھ ہی ساتھ قاتلان حسین رضی اللہ عنہ کا پتہ لگاتے ہوئے محرم کی بدعات و رسومات پر بھی ایک نظر ڈالیں۔

اسلامی سال کی ابتداء محرم سے ہوتی ہے اور یکم محرم الحرام خلیفہ ثانی امیر المومنین رضی اللہ عنہ سیدنا عمر

فاروق رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت ہے۔

☆ شہادت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نام: عمر، لقب: فاروق اعظم، کنیت: ابو حفص والد کا نام: خطاب، والدہ کا نام:

حنتمہ، مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم، خسر نبی صلی اللہ علیہ وسلم، داماد علی رضی اللہ عنہ، امیر المومنین خلیفہ ثانی وہ شخصیت تھے کہ جبکو خود

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے مانگا اور فرمایا۔ اللہم اعز الاسلام بعمر ابن خطاب او بعمر بن ہشام

ترجمہ: اے اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام (ابو جھل) کے ذریعے عزت دے۔

(ترمذی ابواب المناقب، مناقب ابی حفص عمر بن خطاب)

وہ شخص جنکی موافقت میں رب تعالیٰ نے سترہ مقامات پر قرآن پاک کی آیات نازل کیں، جنکے

لئے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”لو کان بعدی نبی لکان عمر“ ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو

عمر ہوتا۔

(مشکوٰۃ شریف باب مناقب عمر ۵۵۸ء ج ۲) جو خلیفہ وقت ہوتے ہوئے بھی

سر کے نیچے اینٹ رکھ کر سوتے تھے، جو خلیفہ ہونے کے باوجود لوگوں کے گھروں کے کام کرتے، راتوں کو

گشت کرتے اور ضرورت مندوں کا پتہ لگا کر انکی ضروریات کو خود پورا کرتے تھے۔

جنہوں نے امور سلطنت کو سنبھالنے کے بعد ۲۲ لاکھ مربع میل تک پرچم اسلامی کو لہرا کر دنیا کے کونے کونے تک شریعت و دین محمدی ﷺ کو پہنچایا جیسی تو رابرٹ ڈی فالٹ (انگریز مورخ) کہتا ہے کہ ”اگر عمر رضی اللہ عنہ ۱۰ سال مزید زندہ رہتے تو دنیا سے کفر کا نام و نشان مٹ جاتا۔“

جنہوں نے بیت المقدس کو فتح کیا اس حالت میں کہ سترہ پیوند آپ کے کپڑوں پر لگے ہوئے تھے اور غلام اونٹنی پر سوار تھا اور خود پیدل تھے اور جب نصرانی پادریوں نے آپ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا تو کہنے لگے کہ ہماری کتاب (انجیل) میں بیت المقدس فتح کرنے والے کی یہی نشانی لکھی ہے اسلئے ہم اب جنگ نہیں کریں گے اور چابیاں آپ کے قدموں میں ڈال دیں اور یوں بغیر جنگ کے بیت المقدس فتح ہوا، جنگ بنائے گئے قوانین اور سلطنت چلانے کے اصولوں پر آج یورپ ریسرچ کر رہا ہے اور اپنے ہاں ان قوانین کو فعال کر رہا ہے اس عظیم انسان کو ابولولو فیروز مجوسی ایرانی ۲۷ (27) ذی الحجہ کو نماز فجر کے وقت خنجر سے زخمی کر کے بھاگا لیکن حضرات صحابہ کرامؓ کی مضبوط صف بندی کیوجہ سے نہ بھاگ سکا اور خود کو بھی زخمی کیا اور مردار ہوا۔ اور آج دشمنان صحابہؓ نے ایران میں اسکا مزار بنا رکھا ہے اور وہاں جانا متبرک سمجھا جاتا ہے اور یہ عظیم انسان یکم محرم کو شہادت کا جام پی کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ہمیں نہ تو اس عظیم خلیفہ اور قانون دان کے قوانین کی حیثیت کا معلوم ہے اور نہ ہی اس کے مقام و مرتبہ سے آشنا ہیں اور نہ ہی اس کے یوم شہادت کا معلوم ہے۔

کاش کہ ہم بھی اس چراغ سے روشنی حاصل کرتے تو آج یورپ کے سامنے سرنگوں نہ ہوتے، کاش کہ ہم بھی اس کے کردار و معاشرت سے آگاہی حاصل کرتے تو آج ہمارے بگڑے ہوئے معاشرے بد حالی کا شکار نہ ہوتے۔ کیا آج اس عظیم انسان کی کردار کشی کرنے والے اسلام کی شمع کو بجھانے کی کوشش نہیں کر رہے؟

یقیناً ایسا ہیں۔ تو آئیے

آج عہد کریں اس شمع سے روشنی حاصل کرنے اور اس روشنی سے عالم کل کو روشن کرنے اور دشمنان دین و ملت، دشمنان صحابہؓ کی سازشوں کو طشت از بام کرنے کا۔

شہادت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

دس ۱۰ محرم الحرام وہ دن ہے کہ جس دن نواسہ رسول ﷺ جگر گوشہ بتول سیدنا حسین ابن علی

ﷺ کی شہادت مع دیگر رفقاء اور آل رسول ﷺ کا عظیم سانحہ پیش آیا۔

آئیے ذرا ایک نظر مختصراً اس سانحہ کے اسباب اور قاتلان حسینؑ کو تلاش کر کے حقیقت سے آگاہی حاصل کریں اور ساتھ ہی اس عشرہ مبارکہ میں ہونے والی رسومات و بدعات کی تاریخ سے واقفیت حاصل کریں اور سازشیں بے نقاب کریں۔

جب نواسہ رسول ﷺ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا اور آپ مدینہ سے مکہ پہنچے تو آپ ﷺ کو خطوط ملنا شروع ہو گئے کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لائیں ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور آپ پر جان و مال نچھاور کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار ہیں اور یہ خطوط اہل کوفہ کے تھے یہ خطوط کیا تھے انکا مضمون کیا تھا ملاحظہ کیجئے خود انہی لوگوں کی کتابوں اور انکے علماء و مجتہدین کے اقوال کو سامنے رکھ کر تاکہ حقیقت خود کو خود منوائے۔

میرے عزیز دوستو! جو خطوط حضرت سیدنا حسینؑ کو پہنچے انکا مضمون یہ تھا ”آئیے ہمارے پاس آئیں، ہمارے گھر آئیں، کوفہ آئیں آپ ہمارے خلیفہ ہیں ہم بھی یزید کی بیعت نہیں کرتے، پھل پک گئے ہیں، کھیتیاں سرسبز ہو چکی ہیں اور رہائش کیلئے حویلیاں، کوٹھیاں موجود ہیں۔“

(تہذیب الاحکام مصنف ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی 460ھ)

اس طرح کے بارہ ہزار خطوط آپ ﷺ تک پہنچے اور آپ نے کوفیوں کی وفاداریوں پر یقین کر لیا اور جانے کا ارادہ کیا لیکن جب رادہ فرمایا تو اکابر صحابہؓ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ و دیگر حضرات نے روکا آپ نہ جائیں کوفیوں نے آپ کے والد سیدنا علیؓ کو بھی بلا کر شہید کر دیا۔ اور آپ کے بھائی سیدنا حسنؓ کے ساتھ بھی زیادتی کی لیکن چونکہ آپ کے دل میں رحم تھا آپ چل پڑے اور چچا زاد بھائی مسلم بن عقیلؓ کو آگے بھیجا کہ حالات کا پتہ چلائیں، مسلم بن عقیلؓ جب کوفہ پہنچے تو خوب آؤ بھگت (منافقانہ طور پر) کی گئی۔ انہوں نے سیدنا حسینؓ کو خط بھیجا کہ آپ تشریف لے آئیے چنانچہ آپ ﷺ چلے اور راستے میں اطلاع ملی کہ مسلم بن عقیلؓ کو شہید کر دیا گیا آپ نے واپسی کا ارادہ کیا لیکن مسلم بن عقیلؓ کے بھائیوں نے بدلہ لینے کا کہا چنانچہ آپ روانہ ہوئے۔ اور جب خاندان نبوت پر مشتمل یہ قافلہ اس مقام پر پہنچا جس کو کر بلا کہا جاتا ہے تو یہی ظالم کوفی جنہوں نے حضرت حسینؓ کو بلوانے کیلئے کئی ہزار خطوط لکھے خاندان نبوت کے شہید کرنے کے درپے ہو گئے اور یوں ظالموں، منافقوں نے نواسہ رسولؐ حضرت حسینؓ کو اپنے خاندان کے دیگر احباب کے ساتھ انتہائی بے دردی سے شہید کر دیا

گیا۔ لیکن حضرت حسینؑ نے کربلا کے میدان میں شہید ہونے سے پہلے ایک تاریخی خطبہ دیا جو کہ آج بھی مختلف کتب میں موجود ہے۔

آئیے مذہب شیعہ (جو کہ محرم میں نواسہ رسولؐ حضرت حسینؑ پہ ماتم و گریہ زاری کرتا ہے) ان کی معتبر کتب اس بارے میں کیا کہتیں ہیں۔

آپؑ نے خطوط کھولنا شروع کیے ان میں شیث بن ربیع کوئی کا خط تھا آپؑ نے خط لہرایا اور کہا اے شیث بن ربیع کیا یہ خط تمہارا نہیں؟ اس میں تم نے لکھا ہے پھل پک گئے، جویلیاں خوبصورت بنا دی اور ہم تمہارے لئے مرٹھے کیلئے تیار ہیں۔ فرمایا اے شیث کیا یہ تیرا خط نہیں اس نے کہا میرا خط ہے ایسے ہی کئی خطوط نکالے اور کوفہ والوں کو شرم دلائی اور پھر فرمایا تم لوگ مجھے بلاتے ہو پھر میرے ساتھ ظلم پر کیوں اتر آئے۔ میرے بھائی مسلم بن عقیلؓ کو تم نے شہید کروا دیا اور اب میرے درپے ہو۔

(تہذیب الاحکام: مصنف ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی 460ھ، مع جلاء العیون ملا باقر مجلسی طبع ایران) لیکن چونکہ آپؑ کو شہید کرنے کا منصوبہ تیار ہو چکا تھا دغا باز کوئی اپنی اصلیت پر اتر آئے تھے اسلئے لشکر کشی ہو گئی اور الغرض یہ کہ انجام آل رسولؐ کی شہادت مظلومانہ کی صورت میں سامنے آیا۔

اب یہ کہ ایک تو یہ معلوم ہوا کہ سیدنا حسینؑ کو بلایا کو فیوں نے پھر غداری کر کے آپؑ کو شہید کر دیا گیا اور جب خاندان نبوت کے باقی ماندہ افراد لٹے پٹے یزید کے دربار کی طرف روانہ ہوئے تو انہی کو فیوں نے رونا پیٹنا اور ماتم و گریہ شروع کر دیا آل رسولؐ کے باقی ماندہ افراد میں سیدہ زینبؓ، سیدہ سکینہؓ و دیگر حضرت سیدنا حسینؑ کی بہنیں اور سیدنا زین العابدینؑ تھے انکے اس شور کو سکر سیدہ زینبؓ اپنی سواری کے ہودج میں ہی کھڑی ہو گئیں اور فرمایا ”اے کوفہ کے لوگوں“ اے کوفہ کی عورتوں! تمہیں شرم نہیں آتی؟ تم نے ہمیں بلایا تھا تمہارے مردوں نے ہمیں بلایا اور ہمارے مردوں کو ذبح کر دیا تمہیں شرم نہیں آتی۔

اتنے میں سیدہ ام کلثومؓ سیدنا حسینؑ کی دوسری بہن کھڑی ہو گئیں فرمانے لگیں۔ اے ظالمو! اے کوفہ کے مردوں! تم کل محمدؐ کو کیا جواب دو گے، چھوٹے بچوں کو بلا کر اس طرح ذبح کر دیا میرے ننھے علی اکبر کو ذبح کر دیا اسی اثناء میں سیدنا زین العابدینؑ کھڑے ہو گئے۔

پکار کر کہنے لگے اے کوفیو! اے قاتلو تم نے ہمیں بلایا اور شہید کر دیا تم ہی مروانے والے ہو تمہیں شرم آنی چاہئے۔ (شیعہ مصنف ملا باقر مجلسی جلاء العیون ج دوم طبع ایران)

اب ان بیانات کی روشنی میں خود ہی فیصلہ کیجئے جو خود ان لوگوں کی معتبر کتابوں میں ہیں جو آج

شہادت حسین پر ڈھنڈورا پیٹ کر دنیا کو بے وقوف بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ سیدنا حسینؑ کو بلایا کس نے؟ کوفہ جانے سے روکا کس نے؟ بلا کر شہید کروایا کس نے؟۔

دنیا کا ایک قاعدہ ہے کہ اس گواہ کی گواہی کو معتبر جانا جاتا ہے جو بوقت واقعہ جائے وقوعہ پر موجود ہو چنانچہ ہم نے ان باقی ماندہ لئے پٹے افراد کے بیانات خود انہی کی کتابوں سے پیش کئے کہ ہمیں فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔

اب ذرا ان سب گواہوں کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیجئے۔ **محسن کون تھا اور دشمن کون؟۔**

اور پھر ایک عام سی بات ہے کہ جب کوئی مرتا ہے، وفات پاتا ہے تو پھر اس کا سوگ منایا جاتا ہے نہ کہ اس کی وفات سے پہلے اس کا مشاہدہ ہم میں سے ہر ایک کرتا ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ یہاں سانحہ کر بلا پیش آنے سے قبل ماتم بھی ہے نوحہ بھی، آہ وزاری بھی ہے اور ۱۰ دس محرم کو بعد عصر نواسہ رسول، جگر گوشہ بتولؑ کے شہادت کا وقت ہے۔ یہاں عین اسی وقت ماتم بند، نوحہ بند، آہ وزاری بند۔

ذرا سوچئے! کہ ہمارا عزیز فوت ہو تو سوگ مرنے کے بعد، والد فوت ہو والدہ فوت ہو تو

سوگ مرنے کے بعد لیکن جگر گوشہ بتولؑ کی عین شہادت کے بعد سب کچھ بند اس سے پہلے سب کچھ۔ غور کیجئے اور فیصلہ فرمائیں۔

جب آپ کو یہ بات سمجھ آگئی تو آئیے ذرا اب اسکو سمجھیں کہ یہ ماتم یہ نوحہ اور یہ ڈھنڈورا کیوں پیٹا

جاتا ہے اور اس کی تمام مکاتیب فکر اور خود ماتم کرنے والوں کی معتبر کتب اور ان کے موجودہ رہنما خامنہ ای، اور خمینی اسکے بارے میں کیا کہتے ہیں؟۔

آئیے ذرا ایک نظر اس پر ہو جائے۔

محرم اور مسلمان:-

محرم کے آتے ہی ہم دیکھتے ہیں کہ پورے ملک میں ایک رونے دھونے، نوحہ و ماتم کا سلسلہ

شروع ہو جاتا ہے، ہر طرف کالے کپڑوں کا ایک راج سا نظر آتا ہے جیسا کہ گزرا کہ شہادت نعمت ہے اور

نعمت پر خوشی ہوتی ہے اور شہادت سے بلند ہمتی پیدا ہوتی ہے، ماتم و نوحہ، کالے کپڑے سوگ کی علامت

ہے اور شہادت پر سوگ منانا گویا مسلمانوں کو بزدل قوم، بے ہمتی پیدا کرنے کا شاخسانہ ہے اس لئے ایک تو یہ

سوگ عقلاً بھی غلط اور شرعاً بھی گناہ کبیرہ ہے اور تمام مکاتیب فکر اور خود شیعہ مذہب میں بھی اسکو غلط قرار دیا

گیا ہے اور اسی کے ضمن میں ہونے والی دیگر رسمیں مثلاً تعزیر داری، سینہ کوبی، حلیم کی دیکیں، سبیل کا پانی وغیرہ یہ

سب بھی تمام مکاتب فکر کے ہاں غلط اور گناہ کبیرہ ہیں آئیے ذرا ہم اسی کا ایک نظر جائزہ لیں اور ساتھ ہی ساتھ محرم کی حیثیت قرآن و سنت اور تاریخ سے جاننے کی کوشش کریں کہ محرم کی فضیلت شہادت حسینؑ کی وجہ سے ہے یا شہادت حسینؑ سے قبل بھی یہ مہینہ محترم اور متبرک تھا۔

محرم ایک متبرک، محترم و معظم مہینہ ہے اسکا ایک تو نام ہی محرم بمعنی محترم و مقدس ہے اور پھر کئی ایسے واقعات ہیں جو اس ماہ مبارک میں واقع ہوئے۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جو دی پہاڑ پر دس محرم ہی کو ٹھہری، حضرت یعقوب علیہ السلام و یوسف علیہ السلام کے درمیان ایک طویل مفارقت کے بعد ملاقات اس ماہ کو ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل کو فرعون سے چھٹکارا دس ۱۰ محرم ہی کو حاصل ہوا اور اداء شکر کے لئے اس دن کے روزے کا حکم ہوا چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے یہود مدینہ کو روزہ عاشورہ رکھتے ہوئے دیکھا تو امت کو بھی اس روزے کا حکم دیا اور ساتھ نویں یا گیارہویں کو ملانے کا حکم دیا تا کہ یہود سے مشابہت لازم نہ آئے اسکے علاوہ بعض روایات میں ہے کہ قیامت کا دن بھی دس محرم ہی کو جمعہ کے دن ہوگا۔

عن ابی ہریرہؓ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الصیام بعد رمضان شهر المحرم ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل (بہترین) روزہ رمضان کے بعد اللہ کے مہینے محرم کا ہے۔ (مشکوٰۃ ج ۱ باب صوم التطوع (فصل اول)

ایک تو ہمیں معلوم ہوا کہ محرم کی فضیلت صرف شہادت حسینؑ کی وجہ سے نہیں بلکہ پہلے ہی سے متبرک اور مبارک مہینہ ہے اور دوم یہ کہ یہ مہینہ منحوس نہیں اسلئے کہ بزبان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہوا کہ یہ اللہ کا مہینہ ہے اور اللہ منحوس چیز کو اپنے لئے پسند نہیں کرتا۔ اسلئے جو یہ کہتا کہ محرم منحوس ہے یہ عقیدہ درست نہیں۔ دشمنان اسلام محرم کو منحوس اسلئے کہتا ہے کہ اسکے ہاں شہادت منحوس چیز ہے اور مسلمانوں کے ہاں ایک نعمت ہے۔ اور جب یہ ایک نعمت ہے تو اس میں ہونے والی رسومات سوگ بھی غلط ہیں دو وجوہات کی بناء پر

اول: تو اسلئے کہ نعمت پر سوگ نہیں منایا جاتا۔ دوم: اگر غم بھی منایا جائے تو غم کی مقدار احادیث کے مطابق تین دن بیان کی گئی ہے سوائے بیوی کہ وہ شوہر کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ مناسکتی ہے۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل لامرأة تو من باللہ والیوم الاخران تحد علی میت فوق ثلث لیل الا علی زوج اربعة اشهر و عشرًا۔

ترجمہ: فرمایا کہ کسی عورت کیلئے جو خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھے جائز نہیں سی کی موت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے شوہر کے اسکی وفات پر چاہ ماہ دس دن سوگ کر سکتی ہے۔

(بخاری ج ۱ ص ۸۳ مسلم شریف ج ۱ ص ۲۸۲ مشکوٰۃ ص ۲۸۸)

لیکن عجیب بات ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی انہی کے عقیدے کے مطابق کالے کپڑے و ماتم وغیرہ میں شریک ہوتے ہیں اور دشمنان اسلام کے افعال اپناتے ہیں۔ حالانکہ حدیث شریف ہے کہ ”من تشبه بقوم فهو منهم“ ترجمہ: جس نے جس قوم کی مشابہت کی وہ انہیں میں سے ہوگا۔

(مشکوٰۃ: کتاب اللباس ص ۵۷۳، ابوداؤد کتاب اللباس)

اب جو مسلمان بھائی ان دشمنان دین و ملت دشمنان صحابہ کے افعال اپناتے ہیں انکے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ کہیں اس غلطی کی بناء پر ہمارا شمار بھی انہی میں سے نہ ہو جائے اور ہم بھی کہیں دشمنان خدا اور رسول کی صف میں کھڑے ہوں۔ اسلئے لازم اور ضروری ہے ہر مسلمان بھائی پر اس سے بچنا اور دوسروں کو بچانا۔ اور پھر خود رافضیوں کی کتابوں میں بھی کالے لباس کو ممنوع قرار دیا گیا اور تعزیہ اور ماتم کو حرام قرار دیا ہے۔ آئیے ذرا ایک نظر اس پر بھی ہو جائے۔

تعزیہ کا جلوس اور ماتم کی مجلس:

ماہ محرم میں ہم دیکھتے ہیں کہ دشمنان دین و ملت کی طرف سے ماتم کی مجالس اور تعزیہ کے جلوس کا اہتمام کیا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کیونکہ سیدنا حسینؑ کو شہید کیا گیا اسلئے انکے غم میں سینہ کو بی، نوحہ خوانی کیجاتی ہے اور یہ جلوس نکالے جاتے ہیں اور ہمارے انجان مسلمان بھائی اسکے نظارے کیلئے جمع ہو جاتے ہیں جو کہ سراسر غلط اور فساد کی راہ ہموار کرنے کی سازش ہے۔ اور کئی مفاسد سے پڑ ہے۔

اول: شہادت ایک نعمت ہے اور نعمت پر خوشی ہوتی ہے نہ کہ غم۔ ایک عام مشاہدے کی بات ہے کہ ہم 6 ستمبر 1965 کی جنگ میں شہید ہونے والے جوانوں کی یاد مناتے ہیں، انکو توپوں کی سلامی دی جاتی ہے، طرح طرح کے نعمات میں انہیں خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے، انکے لئے دعائیں ہوتی ہیں انکے مزارات پر پھول رکھے جاتے ہیں تو کیا سیدنا حسینؑ کا مرتبہ اس جنگ کے شہدا سے بھی کم ہے۔ کیا انکی شہادت نعمت ہے تو نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت نعمت نہیں یقیناً ایک نعمت ہے اور نعمت کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ہم اس موقع پر ڈھول، باجے اور ناچنا کو دنا شروع کر دیں۔ اسلئے کہ شریعت اسکی بھی اجازت نہیں دیتی ہاں حدود شریعت میں رہتے ہوئے انکو ایصال ثواب کرنا خود اپنے لئے بھی اور انکے لئے بھی مفید

ہے لیکن افسوس کے ہم وہ کرتے ہیں جسکا نہ انہیں فائدہ اور نہ ہمیں بلکہ سراسر گناہ ہے اور دنیا بھر کے فضول کام ہم یوم حسینؑ پر کرتے ہیں۔

نہ جانے یہ کونسا طریقہ ہے محبت کا اور کونسا راستہ ہے غم حسینؑ منانے کا !
دوم: کسی کی فوتگی پر سینہ کو بی کرنے، نوحہ کرنے، رونے پٹنے والوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی
لیس منامن ضرب الخدود و شق الجيوب ودعا بدعوى الجاهلية.

ترجمہ: ہم میں سے نہیں ہے وہ شخص جو چہرے پر طمانچہ مارے، گریبان چاک کرے جاہلیت کی پکار کی طرح پکارے۔
(بخاری کتاب الجنائز والمناقب، مشکوٰۃ: باب البرکاء علی المیت ص 15، مسلم کتاب الایمان)
علاوہ اس کے کہ حضورؐ نے صبر کرنے والے سے اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا جیسا کہ پیچھے گزرا اور مزید یہ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر سے واپسی پر اپنی صاحبزادی سیدہ رقیہؓ کی قبر پر تشریف لائے تو کچھ عورتیں بھی جمع ہو گئیں اور رونے لگیں اور جب انکی آواز کچھ بلند ہونا شروع ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ ایاکن ونعیق الشیطن فمن الشیطان.

ترجمہ: شیطانی آواز کرنے سے باز رہو اور فرمایا رونا جب تک آنکھ اور قلب سے صادر ہو تو یہ علامت رحمت ہے جب زبان واویلا کرے اور ہاتھ سے جزع فزع ظاہر ہو تو یہ شیطان کی طرف سے ہے۔

(فتحہ المعبود فی ترتیب مسند الطیالسی ابی داؤد ج اول ص 159)

ان مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان افعال سے جو آج ہو رہے منع فرمایا ہے اگر یہ درست ہوتے اور شریعت میں اسکی کوئی گنجائش ہوتی تو سب سے پہلے ماتم امام الانبیاء افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے غمگسار لمحات پر کیا جاتا، حضرت حمزہؓ کی شہادت کے لاش مبارک کے بارہ ٹکڑے کر کے کلیجے کو چبایا گیا انکی شہادت پر کیا جاتا لیکن نہیں کیا گیا بلکہ کرنے سے منع فرمایا تو معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ غلط ہے۔

اسکے علاوہ مختلف مکاتب فکر کے علماء کے فتاویٰ اس ماتم و نوحہ کے حرام ہونے پر ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

محدث شاہ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

فرماتے ہیں: اہل سنت کا طریقہ یہ ہونا چاہئے کہ عاشورا کے دن فرقہ روافض کی نکالی ہوئی

بدعات جیسے کہ مرثیہ، ماتم اور نوحہ وغیرہ سے بچتے رہیں، سبب اسکا یہ ہے کہ یہ سب کام مسلمانوں کے نہیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

فرماتے ہیں تابوت اور اسکے سامنے جتنے کام ہو رہے ہیں یہ سب کام بدعت اور منع ہیں اور اسکا کرنے والا بدعتی اور فاسق ہے (یہ طریقہ روافض (شیعوں) کا ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ ج دوم ص 100) اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمہ اللہ کا فتویٰ:-

تعزیہ، ابریک مہندی (علم و گھوڑا) جیسے طریقے جاری کرنا بدعت ہے، بدعت سے اسلام کی شان بڑھتی نہیں، تعزیہ کو حاجت کا پورا کرنے والا سمجھنا جھالت پر جھالت ہے۔ اسکی منت ماننا بے وقوفی اور نہ کرنے میں نقصان جاننا زنا نہ وہم ہے مسلمانوں کو ایسی حرکات سے بچنا چاہیئے۔

(رسالہ محرم و تعزیہ داری ص 59)

فتویٰ: حضرت مولانا مصطفیٰ خان صاحب بریلوی:

تعزیہ بنانا بدعت ہے اس سے اسلام کی شوکت اور دبدبہ نہیں بڑھتا بلکہ مال کو فضول پھینک دینا ہے ایسا کرنے والے کیلئے سخت سزا کی وعید آئی ہے۔ (رسالہ محرم و تعزیہ داری ص 6)

فتویٰ: اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب بریلوی:

ماہ محرم میں تعزیہ وغیرہ اور ماتم و نوحہ سوگ ہے اور سوگ تین دن سے زیادہ حرام ہے۔

(احکام شریعت ج ۱ ص ۹)

آپ نے ملاحظہ فرمایا مختلف مکاتب فکر کے ہاں ان رسومات و بدعات کی حیثیت اور کس قدر سخت انہوں نے اس پر حکم لگایا اور ساتھ ہی احادیث مبارکہ میں اس نوحہ و ماتم پر کیا کیا وعیدیں آئی ہیں اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر ناراضگی کا اظہار فرمایا تو اب اگر کوئی کرے گا تو وہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی تکلیف پہنچائے گا۔ شریعت کی مخالفت کیوجہ سے اللہ کی پکڑ سے کس قدر بچ سکے گا۔

اب آئیے ان ماتم کے ایجاد کنندہ جماعت کے ہاں اور انکی معتبر کتب میں اسکی کیا حیثیت ہے اسکا بھی جائزہ لے لیں۔

کتب شیعہ:-

شیعہ کی مشہور کتاب فروع کافی میں لکھا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری وقت میں

حضرت فاطمہؑ کو متعدد وصیتیں فرمائیں جس میں سے ایک وصیت ماتم نہ کرنے کی تھی۔

روایت:- محمد بن یعقوب کلینی رازی (مشہور شیعہ بزرگ اور مصنف) نے امام باقرؑ سے فرمان نبوی نقل کیا ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فاطمة علیہا السلام اذا انامت فلا تخمشی

علی وجہا ولا ترضی علی شعراً ولا تنادی بالویل ولا تقيمی علی نائحة.

ترجمہ: جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھ پر (یعنی میری وجہ سے) اپنے چہرے کو نہ چھیلنا اپنے بالوں کو پریشان نہ کرنا (یعنی نہ کھولنا یا نوچنا) نہ ہی مجھ پر واویلا کرنا (نوحہ کرنا) اور نہ ہی نوحہ کرنے والیوں کو مجھ پر کھڑا کرنا (یعنی بلانا)۔

(بحوالہ فروع کافی ج دوم ص 228 کتاب النکاح باب صفة مبايعة النبی علیہ السلام بالنساء طبع نور کشور لکھنؤ)

ماتم پر شیعہ کی دوسری معتبر ترین کتاب جو شیعہ کے ہاں اس طرح ہے جیسے اہلسنت کے ہاں

بخاری شریف جسکے بارے میں شیعہ کا مشہور مصنف ملا باقر مجلسی کہتا ہے۔

(هذا كافٍ لشيعتنا یہ ہمارے شیعوں کیلئے کافی ہے)

(اسمیں بھی اسی طرح کا مضمون منقول ہے لکھتا ہے)

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال الصبر من الايمان بمنزلة الرأس

من الجسد فاذا ذهب الرأس ذهب الجسد كذا لك اذا ذهب الصبر ذهب الايمان.

ترجمہ: ابی عبد اللہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام سے مروی ہے کہ صبر ایمان میں سے ہے جیسے سر جسم

میں سے (جسم کا حصہ) ہے پس جب سر چلا جائے (کاٹ دیا جائے) تو جسم ختم ہو جاتا ہے ایسے ہی صبر چلا

(اصول کافی ص 410)

جائے تو ایمان چلا جاتا ہے۔

میرے عزیز بھائیوں بزرگو! آپ حضرات نے خود شیعہ کی معتبر ترین کتب کے حوالے اور

روایات ملاحظہ فرمائیں کہ صبر ایمان ہے اور صبر چلا جائے تو ایمان گیا اور خود انہیں کی نقل کردہ روایات اور

وصیت فاطمہؑ بھی آپ نے ملاحظہ کی، تو اب آپ خود سوچئے کہ جب ایک چیز اس کے ایجاد کرنے والی

قوم کے ہاں بھی غلط ہے تو پھر ہم مسلمان کیوں اپنے نامہ اعمال کو خراب کر رہے ہیں، کیوں انکے جلوسوں

اور مجالس میں شریک ہوتے ہیں رب تعالیٰ کے پسندیدہ دین کی مخالفین کی صف میں کھڑے ہوتے ہیں ذرا

سوچئے ہم کس رخ پر جا رہے ہیں پھر اسی پر بس نہیں بلکہ دور حاضر میں شیعہ کے بزرگ نائب خمینی خامنہ ای

کافتوی بھی ملاحظہ فرمائیے۔ وہ کہتا ہے۔

خامنہ ای کا بیان :-

علم اور تعزیہ غیر اسلامی ہے عاشورہ کی مروجہ رسوم غلط ہیں،

(ایران کے اسوقت کے صدر خامنہ ای کی تنقید)

نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ”عاشورہ پر امام حسین علیہ السلام کی یاد تازہ کرنے کے مروجہ طریقے یکسر غلط اور غیر اسلامی ہیں یہ طریقہ نمود و نمائش پر مبنی اور اسلامی اصولوں کے منافی ہے۔ خواہ محراب و گنبد کی شکل میں ہی ہو ان پر قوم خرچ کرنا حرام ہے۔ یوم عاشورہ تفریح کا دن نہیں۔

امام خمینی کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا: مذہبی تقریبات کے دوران لاؤڈ اسپیکر کا اونچی آواز میں استعمال کرنا غلط ہے۔ مقام عزاداری پر بھی پڑوسیوں کو تکلیف نہیں پہنچانی چاہئے لوگوں کو ماتم پر مجبور نہیں کرنا چاہئے۔ (بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی پیر ۱۹ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ - ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

آپ حضرات کے سامنے ایسے شخص کا بیان اور فتویٰ رکھا گیا کہ جو اسوقت تمام دنیا کے شیعوں کا متفقہ رہنما اور امام ہے۔ اب اسکے بعد ان ماتمی جلوسوں اور تعزیہ اور علم کا وجود باقی رہنا کس صورت میں جائز ہے اور ہمارے پڑوسی ملک ایران جو خالصتاً شیعہ اسٹیٹ ہے وہاں آپکو نہ تو اس حالت میں یہ جلوس نظر آئیں گے اور نہ تعزیے لیکن صرف وطن عزیز پاکستان میں ہی اس طرح کیوں ہے اسکو جاننے کے لئے آئیے ذرا تاریخ ماتم کا جائزہ لیتے ہوئے اسکے مفاسد پر بھی نظر ڈالیں۔

تاریخ ماتم :-

شیعہ کی مستند کتاب (منتہی الامال ج ۱ ص ۴۵۳) میں لکھا ہے۔ محرم کا ماتمی جلوس چوتھی صدی کے وسط میں بادشاہ معزالدولہ ویلمی نے ایجاد کیا مصنف مزید تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ سب مؤرخین نے نقل کیا ہے کہ ۳۵۲ھ میں عاشورہ کے دن معزالدولہ ویلمی نے اہل بغداد کو امام حسینؑ پر نوحہ کرنے چہرہ پیٹنے اور ماتم کرنے کا حکم دیا کہ عورتیں سر کے بال کھول کر اور منہ کالے کر کے نکلیں، بازار بند رکھے جائیں دکانوں پر ٹاٹ لٹکائے جائیں باورچی کھانہ نہ پکائیں چنانچہ شیعہ خواتین نے اس شان سے جلوس نکالا کہ دیگ وغیرہ کی سیاہی سے منہ کالے کئے ہوئے تھے سینہ کو بی کرتی، نوحہ کرتی

ہوئیں جارہیں تھیں سالہا سال تک یہی رواج رہا اور اہل سنت اس (بدعت) کو روکنے سے عاجز رہے کیونکہ بادشاہ شیعوں کا طرفدار تھا۔

مزید اسی کو سنی مؤرخ (حافظ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ”البدایہ والنہایہ“ میں 352ھ کی تاریخ) بیان کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ ”اس سے واضح ہوا کہ چوتھی صدی کے وسط تک امت ان ماتمی جلوسوں سے یکسر نا آشنا تھی۔ اس طویل عرصے میں کسی سنی امام نے تو درکنار کسی شیعہ مقتداء نے بھی اس بدعت کو روا نہیں رکھا، ظاہر ہے کہ ان ماتمی جلوسوں میں اگر ذرا بھی خیر کا پہلو نکلتا تو خیر القرون کے حضرات اس سے محروم نہ رہتے۔“

قارئین آپ نے تاریخ ماتم پر نظر ڈالی اب ذرا آئیے ان جلوسوں سے شیعہ کے مقاصد اور جو مفسد مسلمانوں کے سامنے ظاہر ہوئے اس پر بھی ایک نظر ہو جائے۔
ماتمی جلوسوں کے مفسد:-

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ ان جلوسوں کے شروع ہونے کے اگلے سال 353ھ کے حالات میں لکھتے ہیں:-

”پھر 353ھ شروع ہوئی تو رافضیوں نے دس محرم کو گزشتہ سال کے مطابق ماتمی جلوس نکالا پس اس دن رافضیوں نے اہل سنت کو قتل کیا اور انکے مال لوٹے گئے۔ (البدایہ والنہایہ ج 11 ص 253)
حضرات قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا اس وقت بھی ان جلوسوں نے کیا رنگ اختیار کیا اور کس قدر فساد اور شرانگیزی کی گئی اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں زیادتی لاتے ہوئے یہ خنجر بردار جلوس کس قدر شرانگیزی سے پڑے ہیں یہ ہم آپ آئے روز دیکھتے ہی رہتے ہیں۔“

اب ان جلوسوں میں برسر عام چوکوں، چوراہوں میں حضرات صحابہ کرامؓ کو نام لیکر گالیاں دی جاتی ہیں جو کہ الگ گناہ ہے۔ یعنی ایک تو نوحہ و ماتم گناہ ہے اور اس میں جب حضرات صحابہ کرامؓ کو گالیاں بھی دیجائیں (جسکو علماء نے کفر کہا ہے) اور جب ان جلوسوں میں برسر عام گناہ اور اعلانیہ بغاوت ہوگی تو یہاں پر اللہ کی رحمت اترے کی یا عذاب؟ آپ خود فیصلہ کریں

شیعہ تو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم و ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا اپنا ایمان سمجھتا ہے جیسے ہمارے ہاں نماز، روزہ، وغیرہ اراکین دین ہیں چنانچہ انکی کتابوں میں لکھا ہے ملاحظہ

فرمائیے۔ شیعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جمع پونجی سے کس قدر بغض رکھتا ہے لکھتے ہیں۔

معتبر سند سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام اس وقت تک نماز کی جگہ (مصلیٰ) سے نہیں اٹھتے تھے جب تک چار ملعونوں اور چار ملعونہ عورتوں پر لعنت نہ کر لیتے چنانچہ وہ ہر نماز کے بعد کہتے۔ (غور کیجئے)

اللهم العن ابابکر و عمرو و عثمان و معاویہ و عائشہ و حفصہ و ہند و ام الحکم.

ترجمہ: اے اللہ ابوبکر و عمرو و عثمان و معاویہ پر اور عائشہ و حفصہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج)، ہند اور ام الحکم پر لعنت کر۔ (معاذ اللہ، نعوذ باللہ) (حوالہ حیات القلوب ص 599 تالیف ملا باقر مجلسی طبع ایران)

مزید پڑھیئے اور غور کیجئے ایک اور انکی معتبر کتاب کا حوالہ مصنف حق الیقین لکھتا ہے کہ

”اور تبراً (گالیاں دینا) کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ ان چار بتوں سے بیزاری اختیار کریں یعنی ابو بکر، عمر، عثمان و معاویہ اور چار عورتوں سے بیزاری اختیار کریں یعنی عائشہ، حفصہ، ہند اور ام الحکم سے اور انکے تمام پیروکاروں سے اور یہ کہ یہ لوگ خدا کی مخلوق میں سب سے بدتر ہیں۔“ (نعوذ باللہ من ذالک)

﴿شیعہ کتاب حق الیقین﴾

شیعہ اپنی نماز میں معاذ اللہ ان حضرات پر جنکے جنتی ہونے کا شکیلیٹ خود زبان رسالت سے جاری ہوا اور فرمایا ابو بکرؓ فی الجنة، عمرؓ فی الجنة، عثمانؓ فی الجنة اور معاویہؓ کے بارے میں فرمایا اللہم اجعل معاویہؓ ہادیا مہدیا۔

آپ خود غور کریں حضور ﷺ انہیں جنت کا پروانہ دیں، عائشہؓ و حفصہؓ حضور ﷺ کی پاک بیویاں کہ خود اللہ تعالیٰ نے انکی پاکی قرآن مجید میں بیان کی اور تمام صحابہ رضوان اللہ اجمعین کے لئے اپنی رضا کا پروانہ جاری کیا فرمایا ”رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ“ ترجمہ: اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

اور پھر امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا: اللہ اللہ فی اصحابی فمن احبہم.....!

ترجمہ: اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے معاملے میں جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور بہترین زمانہ میرا ہے پھر میرے بعد کا (یعنی صحابہؓ کا) پھر انکے بعد کا

(یعنی تابعینؓ کا)۔ (ترمذی ج 2 ص 702)

اب آپ خود غور کیجئے کہ دشمنان صحابہؓ کا صحابہ سے بغض حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کیوجہ سے ہے تو جو قوم حضورؐ سے بغض رکھے اس پر کس قدر اللہ کی لعنت ہوگی۔

اور موجودہ حوالہ جات کی روشنی میں آپ یا تو دشمنان صحابہؓ کو سچا کہینگے یا پھر فرمان باری تعالیٰ اور فرمان رسالت ﷺ کو یقیناً دشمنان صحابہؓ جھوٹے ہیں۔ تو پھر غور کیجئے کیا ان کے جلوسوں میں شرکت کرنا کیسا ہے۔

اہلسنت کی خدمت میں :-

آپ نے ملاحظہ کیا کہ یہ جلوس یقیناً قرآن و سنت کی روشنی میں اللہ کی لعنت کا سبب ہیں۔

فرمان نبوی ﷺ ہے ”اذا رايتهم الذين يسبون اصحابي فقولوا لعنت الله على شرکم“ ترجمہ: جب تم ایسی قوم کو دیکھو جو میرے صحابہؓ کو گالیاں دے پس انکو کہو اللہ کی لعنت ہو تمہارے شر پر۔ (مشکوٰۃ، ترمذی، ابواب المناقب)

اب جو گالیاں دے کیا اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں اللہ کی لعنت کا حقدار نہیں بنے گا یقیناً بنے گا تو جب ایک جگہ اللہ کا عذاب و لعنت ثابت ہے تو کیا اس سے بچنا ضروری نہیں کیا جو انکی مشابہت اختیار کرے انکے ساتھ شرکت کرے وہ اللہ کے عذاب سے کیسے بچ سکتا ہے۔ حالانکہ شافع محشر، سرکار دو جہاں ﷺ فرماتے ہیں کہ

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تشبه بقوم فهو منهم۔ ترجمہ: فرمایا جس نے جس قوم کی مشابہت کو وہ اپنی میرے سے (شمار) ہوگا۔

(مشکوٰۃ کتاب اللباس ص 375 ابوداؤد کتاب اللباس)

اب کیا انکی مشابہت کرنیوالے جب اس حدیث کی روشنی میں جب انہیں میں سے ہوگا تو کیا وہ اللہ کے عذاب سے بچ سکے گا؟ مزید اس پر یہ کہ آپ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ:

من کثر سواد قوم فهو منهم۔ ترجمہ: جس نے جس قوم کی رونق بڑھائی وہ انہیں میں سے ہوگا۔

اب غور فرمائیں! جو ہمارے مسلمان بھائی انکے جلوسوں میں شرکت کرتے ہیں یا انکی رونق

بڑھاتے ہیں کیا وہ ان میں سے شمار ہونگے جن پر اللہ کی لعنت اور عذاب کا اترنا احادیث نبویہ سے ثابت

ہے تو کیا وہ اللہ کے عذاب سے بچ سکیں گے؟

حالانکہ ہمارے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال مشعل راہ ہیں روایات میں آیا کہ آپ ﷺ جب اقوام سابقہ کے جائے عذاب سے گزرے تو تیزی سے گزرنے کا حکم دیا۔

عن ابن عمر قال لما مرّ النبي عليه السلام بالحجر قال لا تدخلوا....

ترجمہ: ابن عمر سے مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر قوم شمود کے گھروں سے ہوا تو فرمایا تم ان لوگوں کے گھروں میں داخل نہ ہو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا کہیں تم پر بھی وہ عذاب نہ آجائے جو ان پر آیا۔ مگر (گزرے) روتے ہوئے پھر آپ علیہ السلام نے اپنا سر ڈھانپ لیا اور اوٹنی کو تیز کر دیا (اسی حالت میں رہے) جب تک کہ ان کی وادی کو عبور نہ کر لیا۔

(بخاری شریف ج دوم باب نزول النبی علیہ السلام بالحجر ص 637)

جب شاہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم عذاب والی جگہوں سے بچنے کا اس قدر اہتمام فرماتے تھے تو کیا ان دشمنان دین کی یہ مجالس اور جلوس جو ایک تو شرعاً غلط ہیں سب کے ہاں متفقہ طور پر (جیسا کہ ماقبل میں معلوم ہوا) اور اللہ کی نافرمانی کی وجہ سے اللہ کے غصے کا (عذاب کا) سبب ہیں تو اللہ کا عذاب اتر گیا تو ان کے ساتھ ان لوگوں کا کیا بنے گا جو جلوس میں شریک ہیں یا جلوس کا نظارہ کرنے کیلئے جمع ہوتے ہیں اور انکی رونق بڑھانے کا سبب ہیں تو کیا یہ لوگ اس عذاب الہی سے بچ سکیں گے؟

اللہ کے عذاب سے بچئے:

ہماری عرض ہے آپ کی خدمت میں خود بھی ایسی جگہ جانے سے بچئے اور اپنے رشتہ داروں کو بتلائے تاکہ وہ اللہ کے عذاب سے بچ سکیں اور ایسی جگہوں پر جانے سے احتراز کریں اور دشمنان دین و ملت، دشمنان خدا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزاری کا اظہار فرمائیں اور حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مظاہرہ کریں اور اللہ کی رحمت کا حقدار بنیں۔

اور جب اس چیز سے احتراز کرینگے تو ان جلوسوں اور جگہ جگہ مجالس سے جو مشکلات مسلمان عوام کو لاحق ہیں ٹریفک جام، معیشت کی بربادی اور اہلسنت کی دل آزاری سے انشاء اللہ نجات حاصل ہو جائیگی اللہ کی رحمت کے سبب۔ دنیا میں کوئی دین و مذہب ایسا نہیں کہ جسکی عبادت سڑکوں، چوراہوں، گلیوں، کوچوں میں ہوتی ہو نہ ہی شیعہ اسٹیٹ ایران میں ایسا ہے اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ عبادت نہیں شرارت ہے مسلمان قوم کے جذبات سے کھیلنا ہے اسلئے قبل اسکے موجودہ حالات میں یہ کوئی بڑے سانحے کا

سبب بنے موجودہ ملکی حالات کے پیش نظر حکومت سے مطالبہ ہے کہ انکو بند کیا جائے اور پابندی لگائی جائے۔

اور اگر حکومت پابندی نہیں لگاتی تو عوام اسکا بائیکاٹ کریں اور نظارہ کرنے اور شرکت کرنے سے بچیں تاکہ اللہ کے عذاب سے بچے رہیں جسکے نتیجے میں یہ جلوس خود بخود ختم ہو جائیگے۔ جس طرح دشمنان صحابہؓ سے مشابہت اور رونق بڑھانا مجلسوں و جلوسوں میں شرکت کرنے یا دیکھنے سے ہوتی ہے اسی طرح انکی مشابہت کالالباس پہننا بھی ہے۔

کالالباس:-

کالالباس سوگ کی علامت ہے اور ماقبل میں گزرا کہ سوگ شہادت پر جائز نہیں اور ہو بھی تو تین دن سے زیادہ نہیں روایات حدیث، فتاویٰ بریلوی، دیوبندی وغیرہ اور خود شیعہ کے ہاں ایسے ہی حرام ہے۔

آئیے کالالباس کے پہننے کے بارے میں بھی اسی طرح ایک جائزہ ہو جائے۔

حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:-

فرماتے ہیں کہ محرم میں کالے کپڑے پہننا یا ہرے رنگ کے کپڑے پہنا حرام ہے۔

(بحوالہ حکام شریعت ج ۱ ص ۹۰)

خود شیعہ کی کئی کتابوں میں بھی اسکو ناجائز ممنوع اور غلط قرار دیا ہے آئیے دیکھیں شیعہ کتب کیا کہتیں ہیں۔

کتب شیعہ:-

۱۔ ام حکیم بنت حارث بن ہشام نے جو عمرہ بن ابی جہل کے نکاح میں تھیں عرض کی وہ نیکی کہ جسکا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہوا سمیٹیں ہم آپکی نافرمانی نہ کریں وہ کیا ہے فرمایا وہ یہ ہے کہ ”تم اپنے رخساروں پر تماچے نہ مارو، اپنے منہ نہ نوچو، اپنے بال نہ کسوٹو، اپنے گریبان نہ چاک کرو، اپنے کپڑے کالے نہ رنگوں۔“

(تفسیر مقبول، مصنف مولوی مقبول حسین دہلوی ص ۸۷۹)

نوٹ: مولوی مقبول حسین دہلوی کی تائید اس دور کے ۱۰ اہل شیعہ مجتہدوں نے کی ہے۔

۲۔ عن ابی عبد اللہ قال قلت لأُصَلِّي فِي الْقَلَنْسُوءَةِ السُّودَاءِ فَقَالَ لَا تَصَلِّي فِيهَا فَإِنَّهَا لِبَاسُ أَهْلِ النَّارِ.

ترجمہ: ابی عبد اللہ (جعفر صادق) علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ہم کالی ٹوپی میں نماز پڑھ سکتے ہیں؟ تو فرمایا

(بحوالہ کتاب الکافی ص 453)

نہیں پڑھ سکتے اسلئے کہ کالا لباس جہنیوں کا لباس ہے۔

۳. قال امیر المومنین فی ماعلم اصحابہ لاتلبسوا السوداء فانه لباس فرعون.

ترجمہ:- امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو جو چیز سکھائی وہ یہ تھی کہ کالا لباس نہ پہنوا اسلئے کہ یہ فرعون کا لباس ہے۔ (شیعہ فقہ کی معتبر کتاب من لا بحضرہ الفقیہ ص 163)

آپ نے ملاحظہ کیا کہ یہ فتاویٰ جات اور شیعہ کی روایات خود کالے لباس کی ممانعت پر بھری پڑی ہیں لیکن وہ تو اسپر عمل نہیں کرتے لیکن اہلسنت ایام محرم میں کالے کپڑے پہن کر عذاب الہی کے مستحق نہ بنیں کیونکہ اس میں **اول** تو مشابہت کا گناہ ہے **دوم** انکی رونق بڑھانے کا سبب بنکر آپ عذاب الہی کے مستحق ہو رہے ہیں اور جیسے کہ پیچھے گزرا کہ جو جس قوم کی مشابہت یا انکی رونق بڑھانے کا سبب بنا وہ انہی میں سے ہوگا اسلئے خدا را غور کریں کہ ہم کہاں جا رہے ہیں؟ ہم اللہ کے عذاب کے مستحق بن رہے ہیں یا رحمت کے مستحق بن رہے ہیں؟ اسلئے خدا را آپ سارا سال کالے لباس پہن سکتے ہیں لیکن محرم میں پہننا اللہ کے عذاب کا مستحق ثابت کرنا ہے اسلئے خود بھی اس سے بچیں اور دوسروں کو بھی بتلائیں۔

اسی طرح محرم میں ایک بدعت اہلسنت کے اندر دشمنان اسلام کی طرف سے آئی ہے کہ محرم میں سبیل لگائی جاتی ہے اور حلیم پکائی جاتی ہے یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھوکا پیاسا شہید کیا گیا اسلئے ہم بطور ایصال ثواب کیلئے اس طرح کرتے ہیں جبکہ تمام مسالک کی کتب فقہ میں لکھا ہے کہ ایصال ثواب جس چیز کا کیا جاتا ہے وہ بعینہ اس کو نہیں پہنچتی بلکہ اسکا ثواب پہنچتا ہے تو معلوم ہوا کہ یہ طریقہ بھی غلط ہے اور تمام سابقہ علماء اور موجودہ علماء نے اسکو حرام اور ناجائز کہا ہے۔ آئیے ذرا نظر اس پر بھی ڈالتے چلیں۔

محرم میں نذر حسین حرام ہے:-

دیوبندی علماء کا فتویٰ:

محرم میں پیسہ اکٹھا کر کے تعزیہ بنانا یا حلیم پکانا اسکا وجود قرونِ ثلثہ میں نہ تھا اور نہ ہی اسکو شرعی حیثیت ہے بلکہ گناہ ہے اور باری تعالیٰ کے فرمان (**ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان**) اور تعاون نہ کرو گناہ اور معصیت کے کاموں میں) کیوجہ سے چندہ دینا بھی گناہ ہے۔

(فارسی مجموعۃ الفتاویٰ علی حاشیہ مطبوعہ امجد اکیڈمی، خلاصۃ الفتاویٰ ج 4 دارالاشاعت کراچی ص 344)

محرم کے مخصوص ایام میں حلیم پکانا اور تقسیم کرنا بدعت ہے اسلئے کہ وضع الحدود والتزام کیفیات والحصیات المعینة والتزام العبادات المعینة فی اوقات معینة لم یوجد لها ذالک التعبير فی الشریعة۔
ترجمہ: رخسار پر طمانچہ مارنا اور خاص کیفیات پر عبادات معینہ کا التزام کرنا اوقات معینہ میں شریعت میں اسکی کوئی تعبیر نہیں نہ ہی کوئی حیثیت ہے۔

(بحوالہ الاعتصام لابواسحاق شاطبی الباب الاول فی تعریف البلاء مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان)
شہیدان کربلاء رضوان اللہ عنہم! جمعین کی ارواح کو ایصالِ ثواب کیلئے نہ محرم کا انتظار کرنا چاہئے نہ ہی حلیم کی تخصیص کرنی چاہئے بلکہ جس وقت جو کچھ میسر ہو صدقہ کر کے اسکا ثواب بخشا جائے۔
(کفایۃ المفتی ص 237 ج اول کتاب العقائد)

تعزیہ سے مراد چاہنے والا اگر یہ سمجھے کہ تعزیہ اسکی مراد پوری کر سکتا ہے تو ایسے اعتقاد رکھنے والا کافر ہے۔
(مجموعۃ الفتاویٰ کتاب الخطر والاباحۃ ج دوم)

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی صاحب کا فتویٰ:
محرم میں تعزیہ یا اسکی منت ماننا بے وقوفی، جہالت پر جہالت ہے اور نہ کرنے میں نقصان جاننا زنا نہ وہم ہے مسلمانوں کو ایسی حرکت سے بچنا چاہئے۔

(اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رسالہ محرم و تعزیہ داری ص 59)
آپ حضرات قارئین کے سامنے مختلف مکاتیب فکر کے فتاویٰ جات حلیم پکانے اور منت ماننے کے حوالے سے پیش کئے اب آپ خود ہی سوچ سکتے ہیں اب اگر کوئی مسلمان پھر بھی ایسا کرتا ہے اور ان اعمال میں معاونت کرتا ہے تو خود سوچئے کہ ان فتاویٰ شرعیہ کی رو سے کیا آپ اہلسنت میں شمار ہیں یا دشمنان دین و ملت کے ساتھ کھڑے ہیں؟ تشبہ بالكفار کیوجہ سے کیا آپ اللہ کی پکڑ سے بچ سکتے ہیں؟ خدا را ذرا چشم حقیقت سے دیکھئے۔

ہم آپ کی عدالت میں:

آپ کے سامنے بلا کسی تفریق کے تمام مکاتیب فکر کے فتاویٰ جات کتابوں کے حوالے، قرآن و حدیث سے روایات پیش کیں اب آپ ذرا خود ہی تصور فرمائیے اور فیصلہ کیجئے کیا یہ سب افعال ہمیں کیونکر زیب دے سکتے ہیں۔

اُدھر ہے شیطان اُدھر خدا ہے
بتاؤ تم کس کا ساتھ دو گے

ماہ محرم میں ہم کیا کریں؟

اب یہ کہ ہم محرم میں کیا کریں اس بابرکت مہینہ کو کیسے مفید بنائیں آل رسول ﷺ کے شہداء کو ایصالِ ثواب کیسے کریں؟ اور اللہ کی رحمت واسعہ کا حقدار کیسے بنیں؟ شریعت محمدیہ ﷺ الحمد للہ ہر میدان میں ہماری رہنمائی کرتی ہے۔

آئیے ذرا دیکھیں اس پر ہمیں شریعت کیا حکم دیتی ہے ۱۔ روزہ رکھیں ۲۔ ایصالِ ثواب کریں ۳۔ اہل و عیال پر وسعت سے خرچ کریں ۴۔ خوشی کی تقریبات کا انعقاد کریں۔
یوم عاشورہ کا روزہ:-

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، قال قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم افضل الصیام بعد رمضان
شہر اللہ المحرم (او کما قال)

ترجمہ: فرمایا کہ بہترین روزہ رمضان کے بعد اللہ کے مہینہ محرم کا ہے (رواۃ مسلم ج اول فی فضل صوم المحرم)
معلوم ہوا کہ رمضان کے بعد اللہ کا پسندیدہ مہینہ محرم ہے اور اس کا روزہ ہے محرم بابرکت مہینہ ہے نہ کہ منخوس جیسا کہ دشمنان دین و ملت ہمیں غلط تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

۲۔ اسی طرح ایک روایت میں ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا (جس کا مفہوم ہے) جو کوئی عاشورہ کا روزہ رکھے گا اسکے ایک سال گزشتہ کے گناہ (صغیرہ) معاف ہو جاتے ہیں اور آتا ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے عاشورہ کے روزے کا حکم دیا تو آپ کے پر و انوں حضرات صحابہ اور صحابیات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دودھ پیتے بچوں کو بھی روزہ رکھوایا۔ ذرا سوچیے ہمارا عمل کیا ہے۔

۳۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ حین صام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاشوراء
او امر الصیام..... الخ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے جب عاشورہ کے روزے کا حکم فرمایا تو صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس دن کی تو یہود و نصاریٰ تعظیم کرتے ہیں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو ضرور بالضرور نویا گیارہ کا روزہ ساتھ رکھوں گا۔

(مشکوٰۃ شریف باب صیام التطوع)

اس حدیث پر غور فرمائیے ایک تو آپ علیہ السلام نے روزے کا حکم فرمایا اور ساتھ ہی تشبہ بالكفار سے بچنے کیلئے ساتھ نو محرم یا گیارہ محرم کے روزے کا حکم فرمایا۔ ذرا خود کو اس سطح پر رکھ کر سوچئے ہم کیا کر رہے ہیں؟
وسعت رزق:-

حدیث میں ہے ”من وسع علی عیالہ یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ السنۃ کلہا“
ترجمہ: جو عاشورا کو اپنے اہل و عیال پر وسعت رزق کرے تو اللہ پورا سال اس پر وسعت فرمائے گا۔ (اگرچہ بعض محدثین نے اسکو ضعیف کہا ہے۔ لیکن اس پر عمل اللہ کی رضا کا سبب ہو سکتا ہے)۔

ایصال ثواب:-

شہداء کو ایصال ثواب کریں بجائے شور شرابے، ناپنے کو دینے کے وہ کام کریں جسکی شریعت نے اجازت دی جسکی وجہ سے شہدائے کربلا کے درجات کی بلندی بھی ہوگی اور اپنے لئے ذخیرہ آخرت بھی بنے گا۔

تقریبات خوشی و شادی:-

دیوبندی علماء کا فتویٰ:

ماہ محرم میں شادی وغیرہ کو ناجائز کہنا سخت گناہ، اہل سنت کے عقیدے کے خلاف ہے اسلام نے ان چیزوں کو حلال اور جائز قرار دیا ہے اور جو اعتقاداً یا عملاً انکو ناجائز حرام سمجھے تو انہیں ایمان کا خطرہ ہے مسلمانوں کو روافض (شیعوں) سے پوری احتیاط برتنی چاہئے انکی رسوم میں شرکت حرام ہے (فتاویٰ رحیمیہ کتاب البدعات ج ۳ ص 191)

مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کا فتویٰ:-

ماہ محرم میں دس دن کپڑے نہ اتارنا، روٹی نہ پکانا، جھاڑو نہ لگانا دفن تعز یہ تک (شادی وغیرہ کی تقریبات سے رکنا) سوگ ہے اور سوگ حرام ہے۔ (احکام شریعت ص 190 ج 1)

ان فتاویٰ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ ان دنوں کو منحوس سمجھنا غلط ہے اسلئے حضور ﷺ نے اسکو اللہ کا مہینہ قرار دیا اور اللہ اپنے لئے منحوس چیز کو پسند نہیں کرتا تو معلوم ہوا کہ یہ برکت والا مہینہ ہے اور انہیں شادی و دیگر تقریبات خوشی کرنے سے برکت ہوگی۔

یہ خود شیعہ کتب میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شادی بھی محرم میں ہوئی ملاحظہ کیجئے۔

حوالہ شیعہ کتاب :-

مشہور شیعہ مجتہد و مورخ ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ ”حضرت علیؑ وہ فاطمہؑ کی مزاجت با سعادت پنج شنبہ (جمعرات) اکیسویں ماہ محرم میں واقع ہوئی۔

(بحوالہ جلد العیون اردو ج 1 ص 166)

آپ نے ملاحظہ فرمایا خود انکے ہاں بھی محرم میں نکاح وغیرہ جائز ہے لیکن اہلسنت کی آنکھوں میں مٹی جھونکنے کے لئے کیا طریقے اور فساد و بدعات مروج کی گئیں ذرا غور فرمائیے۔
آپ کے سامنے ہم نے قرآن و سنت کے ثبوت پیش کئے اور تمام مکاتب فکر کے فتاویٰ جات خود شیعہ کتب کے حوالے پیش کئے۔ اگر اب بھی آپ دشمنان صحابہؓ کی حقیقت کو نہ سمجھیں اور محرم الحرام میں مروج بدعات و رسومات سے نہ بچیں تو یاد رکھیے۔

بدعت اور بدعتی کے بارے میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار ترجمہ: ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔

یاد رکھئے! آپ کی معمولی سی غلطی آپ کے ایمان کو خراب کرنے کا سبب بن سکتی ہے۔ لہذا خود بھی ان بدعات اور رسومات سے بچئے اور اپنے بچوں، عزیز واقارب، دوستوں اور متعلقین سب کو بچائیے اور محرم الحرام کو اس طریقے پر گزارنے کی کوشش کیجئے جس طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گزارنے کا حکم دیا ہے اور جس طرح قرون اولیٰ خصوصاً حضرات صحابہ کرامؓ نے اس کو گزارا۔

اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

وما علینا الا البلاغ

کتابچہ خود پڑھیئے اور پڑھنے کے بعد دوسرے

مسلمان بھائی تک پہنچائیے تاکہ ہر مسلمان

مرد و عورت کا ایمان محفوظ رہے

لمحہ فکریہ

دشمنانِ دین و ملت نے مسلمانوں کی آنکھوں میں مٹی جھونکنے کیلئے
جو سلسلے شروع کئے انکی وضاحت کے بعد

کیا ہم نے

دشمنانِ دین و ملت کی باغیانہ حرکات سے بائیکاٹ کر دیا؟

کیا ہم نے

حب رسول ﷺ و حب صحابہؓ و اہلبیتؓ کا ثبوت دیتے ہوئے
ان سے قطع تعلق کرنے کا ارادہ کر لیا؟

کیا ہم

اس سب کچھ کے بعد کس کی صف میں ہیں.....

اللہ کی رحمت یا اللہ کے غضب کے مستحقین کی صف میں؟

فیصلہ آپ کریں.....

ادھر ہے شیطان ادھر خدا ہے
بتاؤ تم کس کا ساتھ دو گے

مزید تفصیلات کیلئے مندرجہ ذیل Websites، وزٹ کیجئے۔

www.kr_hcy.tk
www.ahnaf.com
www.alfakar.com